آداب الأكل والشرب

کھانے پینے کے آداب

قرآن مجید اور صحیح احادیث کی روشنی میں

اعداد:

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق، اٹوابازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

کھانا پینا اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے، اس نعمت کے شکریہ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کھانے پینے کے وقت اس کے شرعی آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔

کئی سال پہلے کی بات ہے کہ احساء اسلامک سینٹر کے شعبۂ تالیف وترجمہ نے فیصلہ کیا کہ دنیا کی مختلف زندہ زبانوں میں اسلامی آداب کے عنوان پر ایک مختصر کتاب تیار کی جائے، اردو زبان میں یہ کتاب تیار کرنے کی ذمہ داری ناچیز کے سر آئی، الحمد للہ وہ کتاب تیار ہو کر طبع ہوئی، بڑی تعداد میں مفت بھی تقسیم کی گئی، اللہ تعالی نے اسے زبردست مقبولیت سے نوازا، سعودی عرب کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے کئی اسلامی مراکز نے اسے دوبارہ اور سہ بارہ طبع کیا، اس کے مشمولات پر سوالنامہ تیار کر کے تعلیمی انعامی مقابلے منعقد کروائے، بعض احباب نے اس کے کسی ایک عنوان پر تفصیلی خطاب کرنے کی دعوت دی، چنانچہ کھانے پینے کے آداب، سونے جاگنے کے آداب، دعا کے آداب وغیرہ پر ایک سے زائد بار خطاب ہوا جس سے سامعین نے فائدہ اٹھایا، کچھ تقریروں کی ڈی وی ڈی بھی تیار ہوئی جس سے اس کی افادیت اور بڑھ جانے کی امید ہے، میں نے سوچا کہ کیوں نہ اسے کتابچہ کی بھی شکل دے دی جائے

تاکہ قارئین بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ واضح رہے کہ یہ کتابچہ کسی خطاب کا حرف بہ حرف نقل نہیں ہے بلکہ کافی مفید اضافوں کی بنا پر یہ اپنی مستقل حیثیت رکھتا ہے اگرچہ اس کی اساس خطاب ہی ہے۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ یہ کتابچہ امت اسلامیہ کی اصلاح کا ذریعہ اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت اور دارین میں کار آمد بنے۔ آمین

دعا گو

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

داعی احساء اسلامک سینٹر، ہفوف،

مملکت سعودی عرب

جمادی الاولی ۱۴۳۲ھ مطابق اپریل ۲۰۱۱م

کھانا پینا ایک عظیم نعمت

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

کھانا پینا اللہ تبارک وتعالی کی ایک عظیم نعمت ہے، آیئے اس نعمت کا احساس کرنے کے لئے قرآن مجید کی چند آیات پڑھ کر ان پر غور کرتے ہیں۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ * أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ * لَوْ نَشَاء لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ * إِنَّا لَمُغْرَمُونَ * بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ * أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاء الَّذِي تَشْرَبُونَ * أَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ * لَوْ نَشَاء جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ﴾ (واقعہ/۷۰-۶۳)

(اچھا یہ بتاؤ کہ جو کچھ تم بوتے ہو اسے تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر ڈالیں اور تم حیرت کے ساتھ باتیں بناتے ہی رہ جاؤ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑ گیا بلکہ ہم بالکل محروم ہی رہ گئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جس پانی کو تم پیتے ہو اسے بادلوں سے بھی تم ہی اتارتے ہو یا ہم برساتے ہیں؟ اگر ہماری منشا ہو تو اسے کڑوا زہر کر دیں پھر تم ہماری شکر گزاری کیوں نہیں کرتے؟)

ان آیات میں اللہ تعالی نے جو سوالات اٹھائے ہیں بدیہی طور پر ان کا جواب واضح ہے کہ اللہ تعالی ہی پودوں کو اگاتا ہے، اسی کے حکم سے بیجوں سے کونپل پھوٹتے ہیں، وہی ان کو ہرا ابھرا کرتا اور ان میں پھل پھول پیدا کرتا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اسے اگائے ہی نہیں لیکن اللہ تعالی نے ان آیات میں یہ نہیں کہا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں کیونکہ پودا بڑا ہو جانے کے بعد اس سے دل لگ جاتا ہے اور اس سے ایک امید قائم ہو جاتی ہے، اگر کھیتی پکنے کے بعد ریزہ ریزہ ہو جائے تو یہ بات انتہائی حسرتناک ہو گی، اللہ تعالی آخری وقت میں بھی انسان کو محروم کر سکتا ہے۔ شاعر نے اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے اپنے الفاظ میں کیا خوب نقشہ کھینچا ہے:

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند

بس ایک ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

ان آیات میں اللہ تعالی نے دوسرا سوال یہ کیا ہے کہ وہ پانی جسے تم پیتے ہو کیا اسے تم نے ہی بادلوں سے اتارا ہے؟ اس کا بھی جواب دوٹوک طور پر یہی ہے کہ نہیں ہر گز نہیں، یہ ہمارے بس کی بات نہیں، اللہ تعالی نے ہی اسے بادلوں

سے اتارا ہے، اگر اللہ تعالی چاہے تو اسے بادلوں سے اتارے ہی نہیں، لیکن اللہ تعالی نے یہ نہیں فرمایا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو اسے کڑوا زہر بنا دیں؟ یعنی پانی تمھارے سامنے ہو تمھاری دسترس میں ہو اور اس کے باوجود کڑوا اور بد لذت ہونے کی وجہ سے تم اسے پی نہ سکو، ذرا سوچیے کہ یہ کس قدر حسرت و افسوس کی بات ہو گی۔

صحیح مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث قدسی مروی ہے جس کا ایک ٹکڑا یہ ہے: «.... يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلاَّ مَنْ أَطْعَمْتُهُ، فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ، يَا عِبَادِيْ! كُلُّكُمْ عَارٍ إِلاَّ مَنْ كَسَوْتُهُ، فَاسْتَكْسُوْنِيْ أَكْسُكُمْ ....». «..... اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے اس کے جسے میں کھانا کھلاؤں، پس مجھ سے کھانا مانگو میں تمھیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں لباس پہناؤں، پس مجھ سے لباس مانگو میں تمھیں لباس پہناؤں گا ....»۔

کھانا کھلانے والا اللہ ہی ہے، اگر وہ نہ کھلائے تو ہم کھا نہیں سکتے، بھوک لگتی ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، کھانے سے پیٹ بھر جاتا ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے،

کھانا ہضم ہو جاتا ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، کھانا میسر ہے تو یہ اللہ کا احسان ہے، بہر کیف ہر لقمہ پر اللہ کے سیکڑوں احسانات ہیں جن کا ہم شمار نہیں کر سکتے، سچ فرمایا اللہ تعالی نے: ﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(نحل/۱۸) (اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے)۔اور اللہ کا وعدہ ہے: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم/۷) (اگر تم شکر کرو گے میں مزید عطا کروں گا) اور اللہ کی وعید ہے: ﴿وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ (ابراہیم/۷) (اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے)۔

اللہ کی شکر گذاری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کھانے پینے کے معاملہ میں ہم ان آداب کو بجا لائیں جس کی تعلیم اس نے اپنے آخری رسول محمد ﷺ کے ذریعہ ہم کو دی ہے۔ آیئے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کھانے پینے کے معاملہ میں دین اسلام کی تعلیم کیا ہے۔

رزق حلال کا اہتمام:

سب سے پہلے ہمیں یہ حکم یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم کھانے پینے

کے لئے ہمیشہ حلال اور پاک چیزوں کا انتخاب کریں۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾ (البقرة/١٦٨) (اے لوگو! زمین میں جتنی بھی حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انھیں کھاؤ)۔

اور نبی ﷺ کی حدیث ہے:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم-: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ تَعَالَى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلرُّسُلُ كُلُوا۟ مِنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَٱعْمَلُوا۟ صَٰلِحًا ۖ إِنِّى بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المؤمنون: ٥١)، وَقَالَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُلُوا۟ مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾ (البقرة:١٧٢) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسَهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّىٰ يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟». رواه مسلم.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اے لوگو! بے شک اللہ تعالی پاکیزہ ہے، اور پاکیزہ کو ہی قبول فرماتا ہے، اور یقیناً اللہ

عزوجل نے مومنوں کو بھی اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم رسولوں کو دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے: ﴿اے رسولو! پاکیزہ رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو، تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں﴾۔ نیز ارشاد ہے: ﴿اے ایمان والو! ہم نے تمھیں جو روزی دی ہے اس میں سے پاکیزہ رزق کھاؤ﴾۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، پراگندہ حال اور غبار سے اٹا ہوا ہے، اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتا ہے، کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام، اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو کیونکر اس کی دعا قبول ہو سکتی ہے؟»۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حلال کھانے والے کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں اور حرام کھانے والے کی دعائیں رد کر دی جاتی ہیں۔

واضح رہے کہ حلال میں ان تمام حرام چیزوں کا پاکیزہ بدل موجود ہے جن کی طرف انسان کی طبیعت مائل ہوتی ہے، اگر کوئی چاہے تو حلال کو اپنا کر حرام سے بے نیاز ہو سکتا ہے۔ کیا ہی عمدہ دعا ہے: «اللَّهُمَّ اكْفِنِي بِحَلَالِكَ عَنْ

حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِي بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ». (ترمذی وحاکم وحسنہ الالبانی)

[اے اللہ! اپنے حرام سے بچا کر اپنا حلال میرے لئے کافی کردے، اور اپنے فضل کے ذریعہ اپنے سوادوسروں سے مجھے بے نیاز کردے]۔

کمائی کے حرام ذرائع سے ہمیں واقف رہنا چاہئے تاکہ ہم اس سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔ واضح رہے کہ سود، رشوت، جوا، لاٹری، چوری، غصب، فراڈ یا حرام چیز بیچ کرکے یا سودی کاروبار کرکے یا یتیم کا مال کھا کر یا کسی حرام کام مثلاً کہانت یا فحش کاری پر اجرت لے کر یا مسلمانوں کے بیت المال یا ان کی عام ملکیتوں پر زیادتی کرکے جو مال حاصل کیا گیا ہے حرام ہے۔

دنیا کی عیش وراحت کے لئے بعض لوگ حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے، جب کہ آخرت کی سزا کے مقابلہ میں دنیا کے عیش وراحت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «بروز قیامت جہنمیوں میں سے ایک ایسے شخص کولایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ خوشحال رہا ہوگا، اسے جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تونے کبھی راحت دیکھی؟ کیا کبھی تجھ پر خوشحالی کا گذر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم، اے میرے

رب۔ اور جنتیوں میں سے ایک شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ دکھی اور مصیبت زدہ تھا، اسے جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی سختی اور تنگی دیکھی ہے؟ کیا تیرے ساتھ کبھی سختی کا گذر ہوا؟ وہ کہے گا: نہیں، اللہ کی قسم! میرے ساتھ کبھی سختی کا گذر نہیں ہوا، نہ کبھی میں نے سختی اور تکلیف دیکھی»۔ (صحیح مسلم)

تحلیل و تحریم کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔

کھانے کے معاملہ میں عموماً دو طرح کے انحرافات سامنے آتے ہیں ایک تو اسراف اور فضول خرچی اور دوسرے زہد کے نام پر پاکیزہ چیزوں سے کنارہ کشی۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں دونوں انحرافات سے منع فرمایا ہے، ارشاد ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (اعراف/۳۱) (کھاؤ پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللهُ لَكُمْ وَلا تَعْتَدُوا إِنَّ اللهَ لا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ [المائدۃ:۸۷] . (اے ایمان والو! اللہ تعالی نے جو پاکیزہ چیزیں تمھارے واسطے

حلال کی ہیں ان کو حرام مت کرو اور حد سے آگے مت نکلو، بے شک اللہ تعالی حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَقُولُواْ لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُواْ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ (النحل: ۱۱٦) [کسی چیز کو اپنی زبان سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھ لو]۔

بہت سے بزرگوں کے بارے میں یہ باتیں بیان کی جاتی ہیں کہ وہ صرف ستو کھایا کرتے تھے یا بیک وقت دو قسم کے کھانے نہیں کھاتے تھے یا گوشت نہیں کھاتے تھے کیونکہ جانوروں پر انھیں بڑی دَیا آتی تھی وغیرہ، تو یہ ساری باتیں غلط ہیں، اللہ نے جو نعمتیں آپ کے لئے حلال کی ہیں اس سے لطف اندوز ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں، نبی ﷺ کا اس معاملہ میں اسوہ یہ تھا کہ جو میسر ہوتا کھالیتے موجود کو واپس نہیں کرتے اور غیر موجود کے لئے تکلف نہیں کرتے، گوشت روٹی مل گئی تو اسے کھالیا، گوشت روٹی کے ساتھ کوئی پھل بھی موجود ہے تو اسے بھی کھالیا، کچھ نہیں ہے صرف خشک روٹی ہے یا صرف کھجور

اور پانی ہے تو اسے بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کھالیا۔ جیسا کہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں کھانے سے متعلق نبی ﷺ کا اسوہ ذکر کرتے ہوئے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔

کھانے کی نیت:

نیت اگر نیک ہو تو مباحات مثلاً کھانا پینا، سونا جاگنا اور اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا وغیرہ بھی باعث اجر و ثواب ہو جاتے ہیں۔ آدمی اگر کھاتے اور سوتے ہوئے یہ نیت رکھے کہ اس سے اللہ کی اطاعت پر طاقت حاصل ہو گی اور نشاط لوٹ آئے گا تو اس پر ثواب پائے گا۔

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے:

اس سے متعلق کئی احادیث ہیں، چند ملاحظہ ہوں:

پہلی حدیث:

كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنْ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ

وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: «هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ». (رواه البخاري)

حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تشریف فرما تھے کہ آپ نے پانی طلب کیا، ایک دہقان چاندی کے قدح میں پانی لے کر آیا، آپ نے اسی سے اس کو پھینک کر مارا اور فرمایا: میں نے یوں ہی اسے پھینک کر نہیں مارا، میں نے اسے منع کیا تھا اس کے باوجود یہ باز نہیں آیا، بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے اور باریک ریشم سے نیز سونے اور چاندی کے برتن میں پینے سے ہمیں منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ ‹‹یہ ان (کافروں) کے لئے دنیا میں ہیں اور تمھارے لئے آخرت میں ہیں››۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)

دوسری حدیث:

عن أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ شَرِبَ فِي إِنَاءٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَإِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارًا مِنْ جَهَنَّمَ». (رواه مسلم)

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹جو شخص

سونے یا چاندی کے برتن میں پیئے وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیل رہا ہے»۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا کھانا کیوں منع ہے؟ اس کی علت اور حکمت کیا ہے؟ اس کا جواب دینے سے پہلے ایک نکتہ سمجھ لینا از حد ضروری ہے، وہ نکتہ یہ ہے کہ حلال وہ ہے جسے اللہ حلال کر دے اور حرام وہ ہے جسے اللہ حرام قرار دے، اس کی علت وحکمت اگر ہمیں معلوم ہے تو الحمد للہ اور اگر نہیں معلوم ہے تو بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اللہ کے حکم پر سر تسلیم خم کریں۔ واضح رہے کہ شریعت میں کہیں کسی حکم کی علت بتائی گئی ہے اور کہیں نہیں بتائی گئی ہے، جہاں علت نہیں بتائی گئی ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ حکم بھی علت وحکمت سے خالی نہیں ہے کیونکہ یہ شریعت اللہ کی طرف سے ہے جو سب سے بڑا حکمت والا ہے۔ حکمت نہ بتا کر اللہ تعالیٰ نے علماء اور دانشوروں کو موقع دیا ہے کہ وہ خود حکمت تلاش کریں اور اجر وثواب حاصل کریں۔ چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ علمائے امت نے حکمتیں تلاش کرنے میں تکلفات سے بچتے ہوئے اپنی طاقت کے مطابق کوشش کی ہے، اللہ ان سب کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین۔

سونے اور چاندی کی ممانعت کی بعض حکمتیں علماء نے یہ ذکر کی ہیں:

۱۔ عجمی ظالم و جابر بادشاہوں کی مشابہت۔

۲۔ کبر و غرور اور اسراف و فضول خرچی۔

۳۔ اللہ کے ان نیک بندوں کی اذیت جو اپنی ضرورت کے مطابق بھی یہ چیزیں نہیں پاتے۔

کھانا سامنے ہو اور صلاۃ کا وقت ہو جائے تو کیا کریں؟

کھانا سامنے ہو اور صلاۃ کا وقت ہو جائے تو پہلے کھانا کھائیں پھر صلاۃ پڑھیں کیونکہ صحیحین کی مندرجہ ذیل حدیث اسی بات کی رہنمائی کرتی ہے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**إِذَا وُضِعَ عَشَاءُ أَحَدِكُمْ وَأُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهُ**»، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلَاةُ فَلَا يَأْتِيهَا حَتَّى يَفْرُغَ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ ، (رواه البخاري ومسلم)

(نافع اپنے آقا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ‹‹جب کسی کا شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور صلاۃ کھڑی ہو جائے تو ایسی صورت میں پہلے شام کا کھانا کھائے اور جلدی نہ کرے یہاں تک کہ (اطمینان سے) فارغ ہو جائے››۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کھانا پیش کیا جاتا تھا اور صلاۃ کھڑی ہو جاتی تھی اور فارغ ہو جانے تک صلاۃ کو نہیں جاتے تھے حالانکہ انھیں امام کی قراءت سنائی دیتی تھی)۔ (یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے)

یاد رہے کہ اگر کوئی شخص کھانا چھوڑ کر صلاۃ پڑھنے چلا گیا تو اس کی صلاۃ نہیں ہوگی۔ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «**لَا صَلَاةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ**». (میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ‹‹کھانے کی موجودگی میں صلاۃ نہیں اور نہ ہی اس وقت جب آدمی پیشاب و پاخانہ کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو››۔)

اللہ تعالی چاہتا ہے کہ اس کے بندے جب صلاۃ کے لئے حاضر ہوں تو ان کا دل دیگر مشغولیات سے فارغ اور عبادت کے لئے پوری طرح یکسو ہو۔

کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا:

کھانا کھانے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضي الله تعالى عنها أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ غَسَلَ يَدَيْهِ. (رواه النسائي وصححه الألباني)

(عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور سونا چاہتے تو آپ وضو فرماتے، اور جب آپ کھانا کھانا چاہتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے)۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ:

کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا سنت ہے، اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ پڑھیں۔اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں، آیئے چند احادیث کا ذکر کرتے ہیں:

پہلی حدیث:

عن عمر بن أَبي سَلمَة رضي الله عنهما، قَالَ : كُنْتُ غُلاماً في حِجْرِ رسولِ الله - صلى الله عليه وسلم -، وَكَانَتْ يَدِي تَطِيشُ في الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لي رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - : «**يَا غُلامُ، سَمِّ اللهَ تَعَالَى، وَكُلْ بِيَمينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ**». متفقٌ عَلَيْهِ .

عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا، میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں اِدھر اُدھر پھرتا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: «اے بچّے! بسم اللہ پڑھو، اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور جو تمہارے قریب ہے اس میں سے کھاؤ»۔ (یہ بخاری ومسلم کی روایت ہے)

اس حدیث میں کھانے کے تین اہم آداب کی تعلیم دی گئی:

① کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا۔

② اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا۔

③ اپنے سامنے اور اپنے قریب سے کھانا۔

دوسری حدیث:

عن عائشة رضي الله عنها، قالت : قَالَ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - : « **إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى، فإنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالَى فِي أَوَّلِهِ، فَلْيَقُلْ: بسم اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ** ». رواه أَبُو داود والترمذي، وقال: حديث حسن صحيح.

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھانا چاہے تو اللہ کا نام لے، اگر ابتدا میں اللہ کا نام لینا بھول جائے یعنی بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کہے: **بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ** ۔

تیسری حدیث:

عن جابرٍ - رضي الله عنه -، قَالَ : سَمِعْتُ رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، يقولُ : « **إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ، فَذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالَى عِنْدَ دُخُولِهِ، وَعِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ لِأَصْحَابِهِ : لَا مَبِيتَ لَكُمْ وَلاَ عَشَاءَ، وَإِذَا دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ**

اللّٰهَ تَعَالَىٰ عِنْدَ دُخُولِهِ، قَالَ الشَّيْطَانُ : أَدْرَكْتُمُ المَبِيتَ ؛ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالَىٰ عِنْدَ طَعَامِهِ، قَالَ : أَدْرَكْتُم المَبيتَ وَالعَشَاءَ ». رواه مسلم .

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے سنا کہ آدمی جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخلہ کے وقت اور کھانے کے وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمھارے لئے آج رات نہ ہی کھانا ہے اور نہ ہی رات گذارنے کا موقع، لیکن جب ایک آدمی گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: آج رات گذارنے کا موقع پاگئے، اور جب کھانے پر بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: آج رات کھانے اور آرام کرنے دونوں کا موقع پاگئے۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

چوتھی حدیث:

عن حُذَيْفَةَ -رضي الله عنه-، قَالَ : كُنَّا إِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ -صلى الله عليه وسلم- طَعَاماً، لَمْ نَضَعْ أيدِينَا حَتَّى يَبْدَأَ رَسُولُ الله -صلى الله عليه وسلم- فَيَضَعَ يَدَهُ، وَإِنَّا

حَضَرْنَا مَعَهُ مَرَّةً طَعَاماً، فَجَاءتْ جَارِيَةٌ كَأَنَّهَا تُدْفَعُ، فَذَهَبَتْ لِتَضَعَ يَدَهَا في الطَّعَامِ، فَأَخَذَ رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - بِيَدِهَا، ثُمَّ جَاءَ أَعْرَابِيّ كأنَّمَا يُدْفَعُ، فَأَخَذَ بِيَدِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - : «**إنَّ الشَّيْطَانَ يَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ أنْ لا يُذْكَرَ اسمُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ، وَإنَّهُ جَاءَ بهذِهِ الجارية لِيَسْتَحِلَّ بِهَا، فأَخَذْتُ بِيَدِهَا، فَجَاءَ بهذا الأعرَابيّ لِيَسْتَحِلَّ بِهِ، فَأخذْتُ بِيَدِهِ، والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إنَّ يَدَهُ في يَدِي مَعَ يَدَيْهِمَا**» ثُمَّ ذَكَرَ اسْمَ اللهِ تَعَالَى وَأَكَلَ. (رواه مسلم).

حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم لوگ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی کھانے پر حاضر ہوتے تھے تو اس وقت تک کھانے کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے جب تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے، ایک بار ہم لوگ آپ کے ساتھ ایک کھانے پر حاضر تھے کہ ایک بچی تیزی سے آئی گویا اسے کوئی ڈھکیل رہا ہو، وہ کھانے میں اپنا ہاتھ ڈالنے ہی جارہی تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پھر ایک بدو تیزی سے آیا گویا کہ اسے بھی کوئی ڈھکیل رہا ہو رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا پھر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب کسی کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو شیطان اس کو حلال کر لیتا ہے، شیطان اس بچی کے ساتھ آیا تھا تاکہ کھانا کھالے تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس بدو کے ساتھ آیا تاکہ کھانا کھالے پھر میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یقیناً شیطان کا ہاتھ ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میرے ہاتھ میں ہے، پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ کہا اور کھانا کھایا۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

اس حدیث سے بہت سے مسائل معلوم ہوتے ہیں:

۱۔ اگر کھانے پر بہت سارے لوگ ایک ساتھ ہوں تو بڑے اور صاحب فضیلت کو کھانے کا آغاز کرنا چاہیے، بقیہ لوگوں کو بڑے کے ادب کے طور پر صبر اور انتظار کرنا چاہیے، جب وہ کھانا شروع کر دے تب ہی باقی لوگوں کو کھانا کھانا شروع کرنا چاہیے۔

۲۔ قسم کھلائے بغیر ہی بوقت ضرورت قسم کھایا جا سکتا ہے۔

۳۔ بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کرنا چاہیے تاکہ شیطان نہ شامل ہو جائے۔

۴۔ شیطان برائی کی طاقت کا نام نہیں بلکہ وہ ایک مستقل مخلوق ہے جس کے ہاتھ بھی ہے اور جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بسم اللہ نہ کہنے پر ہمارے کھانوں میں شریک بھی ہو جاتا ہے۔

پانچویں حدیث:

عن أُمَيَّةَ بن مَخْشِيٍّ الصحابيِّ - رضي الله عنه -، قَالَ: كَانَ رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - جَالِسَاً، وَرَجُلٌ يَأْكُلُ، فَلَمْ يُسَمِّ اللّٰهَ تَعَالَىٰ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مِنْ طَعَامِهِ إِلاَّ لُقْمَةٌ، فَلَمَّا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ، قَالَ : بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ، فَضَحِكَ النَّبيّ - صلى الله عليه وسلم -، ثُمَّ قَالَ : « **مَا زَالَ الشَّيْطَانُ يَأْكُلُ مَعَهُ، فَلَمَّا ذَكَرَ اسمَ اللّٰهِ اسْتَقَاءَ مَا فِي بَطْنِهِ** ». رواه أَبُو داود والنسائي وضعفه الألباني)

امیہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف فرما تھے اور ایک شخص کھانا کھا رہا تھا، اس نے کھانے کے شروع میں بسم اللہ نہیں کہا، جب اس کے کھانے کا آخری لقمہ باقی بچا اور اس نے اسے اپنے منہ تک اٹھایا تو اس نے

بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھا، یہ دیکھ کر نبی ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ‹‹شیطان لگاتار اس آدمی کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے اللہ کا نام ذکر کیا تو شیطان نے اپنے پیٹ کے اندر سے سب کچھ قے کر دیا››۔

بہت سارے لوگ اس غلط فہمی کی بنا پر کہ شیطان کا قے کیا ہوا ہمارے کھانے میں گر جائے گا اس بنا پر بسم اللہ اولہ وآخرہ نہیں پڑھتے حالانکہ یہ صریح ناسمجھی ہے، حدیث کا مطلب یہ ہے کہ شیطان جو آپ کا دشمن ہے آپ ہی کے کھانے میں شریک ہو کر موٹا اور تندرست ہو کر آپ کو ستائے گا لیکن جب آپ اللہ کا نام لے لیں گے تو آپ کی غفلت کی بنا پر جو کچھ تھوڑا سا وہ کھا چکا تھا اس سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا بلکہ اسے بھی شیطان کو قے کرنا پڑے گا اور آپ کے دشمن کو بھوکا رہنا پڑے گا جو کہ آپ چاہتے ہیں۔

دوسری بات یہ بھی معلوم رہے کہ اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔

چھٹی حدیث:

عن عائشة رضي الله عنها، قالت : كَانَ رسولُ الله -

صلى الله عليه وسلم - يَأْكُلُ طَعَاماً فِي سِتَّةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ، فَأَكَلَهُ بِلُقْمَتَيْنِ . فَقَالَ رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - : « **أَما إِنَّهُ لَوْ سَمَّى لَكَفَاكُمْ** ». (رواه الترمذي، وقال : حديث حسن صحيح وصححه الألباني).

(عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چھ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک بدو آیا اور پورا کھانا دو لقموں میں کھا گیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اگر اس نے بسم اللہ کہا ہوتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا))۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ نہ کرنے سے کھانے کی برکت اٹھ جاتی ہے بلکہ شروع سے برکت نازل ہی نہیں ہوتی۔

ساتویں حدیث:

عن وَحْشِيِّ بن حرب -رضي الله عنه- : أَنَّ أصحابَ رسولِ الله - صلى الله عليه وسلم -، قالوا : يَا رسولَ اللهِ، إِنَّا نَأْكُلُ وَلاَ نَشْبَعُ ؟ قَالَ : «**فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُونَ**» قالوا: نَعَمْ . قَالَ: «**فَاجْتَمِعُوا عَلَى طَعَامِكُمْ، وَاذْكُرُوا اسْمَ اللهِ، يُبَارَكْ لَكُمْ**

فِيهِ». (رواه أَبُو داود وحسنه الألباني).

وحشی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کھاتے تو ہیں لیکن آسودہ نہیں ہوتے؟ آپ نے فرمایا: ‹‹شاید تم الگ الگ کھاتے ہو››، صحابہ نے کہا: ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹مل جل کر کھانا کھاؤ، بسم اللہ کہہ کر کھاؤ، کھانے میں برکت نازل ہوگی››۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ نہ کرنا کبھی کبھار ناآسودگی کا بھی سبب بنتا ہے۔

کھانے سے پہلے بسم اللہ یا بسم اللہ الرحمن الرحیم؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بجائے صرف بسم اللہ کہنا افضل ہے کیونکہ کسی حدیث میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کا ذکر نہیں ملتا اور ایک حدیث میں صاف صاف یہ لفظ ہے کہ بسم اللہ کہو، امام طبرانی نے معجم کبیر میں عمر بن ابی سلمہ سے ان الفاظ سے حدیث روایت کی ہے: «يا غلام إذا أكلت فقل : بسم الله و كل بيمينك و كل مما يليك» اس حدیث کو علامہ البانی نے سلسلہ صحیحہ میں ذکر کیا ہے اور اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

بسم اللہ کی افضیلت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ بھول جانے پر بسم اللہ اولہ وآخرہ کی تعلیم دی گئی بسم اللہ الرحمن الرحیم اولہ وآخرہ کی نہیں۔ واللہ اعلم۔

داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا:

اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا کھانا واجب اور بائیں ہاتھ سے کھانا کھانا حرام ہے، البتہ اگر کوئی شرعی عذر جیسے کوئی بیماری یا زخم وغیرہ ہے تو رخصت ہے۔

اس بارے میں عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے۔

دوسری حدیث صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَا يَأْكُلَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ بِشِمَالِهِ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ وَيَشْرَبُ بِهَا» قَالَ: وَكَانَ نَافِعٌ يَزِيدُ فِيهَا: «وَلَا يَأْخُذُ بِهَا وَلَا يُعْطِي بِهَا». (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھائے اور بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ پیئے، کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے››، نافع اپنی روایت میں مزید اضافہ

کرتے تھے کہ «بائیں ہاتھ سے نہ لے اور نہ دے»۔

تیسری حدیث صحیح مسلم ہی میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

عن سَلَمَة بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَجُلًا أَكَلَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهِ، فَقَالَ: «**كُلْ بِيَمِينِكَ**»، قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ، قَالَ: «**لَا اسْتَطَعْتَ**»، مَا مَنَعَهُ إِلَّا الْكِبْرُ، قَالَ: فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ.

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: «اپنے داہنے ہاتھ سے کھاؤ»، اس نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کر سکتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «(اللہ کرے) تم ایسا کبھی نہ کر سکو»، کبر وغرور کی بنا پر اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل نہیں کی، چنانچہ وہ آئندہ کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنے منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ (کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے اس کا ہاتھ شل ہو گیا)۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اس حدیث سے مسائل مستنبط کرتے ہوئے لکھا

ہے کہ اس حدیث سے بلا عذر حکم شرعی کی مخالفت کرنے والے پر بد دعا کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا، غلطیوں کی اصلاح کرنا اور دینی خلاف ورزیوں پر ٹوکنا) ہر حال میں ہونا چاہیئے یہاں تک کہ کھانے کی حالت میں بھی، نیز یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے کے دوران کھانے والوں کو کھانے کے آداب کی تعلیم دینا مستحب ہے۔

اتنی سخت ممانعت اور وعید شدید کے باوجود بعض مسلمان -اللہ انھیں ہدایت نصیب کرے- بائیں ہاتھ سے کھاتے اور بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں، بائیں ہاتھ سے سینڈوچ پکڑ کر کھانا یا بائیں ہاتھ سے پیپسی یا کوئی دیگر مشروب یا پانی پینا عام بات ہوتی جارہی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے، لوگ دائیں ہاتھ سے گلاس پر ٹیک لگا کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بائیں ہاتھ سے پانی نہ پینے کی ممانعت کی خلاف ورزی سے بچ گئے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث کی صریح خلاف ورزی ہے، بائیں ہاتھ سے پیتے ہوئے محض گلاس پر داہنے ہاتھ سے ٹیک لگا دینا داہنے ہاتھ سے پینے کے حکم کی تعمیل نہیں ہے۔ یاد رہے کہ اگر کبھی ایک ہاتھ سے برتن پکڑنا کافی نہ ہو تو دوسرے ہاتھ سے ٹیک لگانے میں حرج نہیں لیکن ایسی صورت میں وہ

ہاتھ جس سے برتن کو پکڑا گیا ہے داہنا ہونا چاہئے اور وہ ہاتھ جس سے ٹیک لگایا گیا ہے بایاں ہونا چاہئے کیونکہ جس ہاتھ سے برتن پکڑا گیا ہے اسی ہاتھ سے پینا مانا جائے گا نہ کہ اس ہاتھ سے جس سے ٹیک لگایا گیا ہے۔

بیٹھ کر کھانا کھانا:

بیٹھ کر کھانا کھانا اور بیٹھ کر پانی پینا یہی اصل سنت ہے البتہ بوقت ضرورت کھڑے ہو کر کھا پی سکتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے: باب الشرب قائما(کھڑے ہو کر پینے کا بیان) اس باب کے اندر آپ نے تین حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پہلی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ مسجد کوفہ کے صحن میں پانی لے کر آئے اور کھڑے ہو کر پیا پھر فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم لوگوں نے مجھے ابھی کرتے ہوئے دیکھا۔

دوسری حدیث بھی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے ظہر کی صلاۃ پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لئے بیٹھ گئے

یہاں تک کہ عصر کی صلاۃ کا وقت ہو گیا، پھر آپ کے پاس پانی لایا گیا جسے آپ نے پیا پھر اپنا چہرہ اور ہاتھ دھویا پھر اپنا سر اور پیر دھویا، پھر کھڑے ہوئے اور کھڑے کھڑے بچا ہوا پانی پیا، اور فرمایا: کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینا ناپسند کرتے ہیں حالانکہ میں نے نبی ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے جیسا میں نے ابھی کیا۔

تیسری حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

کھڑے ہو کر کھانا پینا جائز تو ہے لیکن افضل بہر حال بیٹھ کر ہی کھانا پینا ہے کیونکہ کھڑے ہو کر پینے سے نبی ﷺ سے منع فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم کی مندرجہ ذیل حدیث میں ثابت ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ عَنْ الشُّرْبِ قَائِمًا. (رواہ مسلم)

کھانے کے لئے بیٹھنے کی کیفیت:

کھانے کے لئے بیٹھنے میں تواضع کا طریقہ اختیار کریں۔ کبر و غرور کے طریقوں سے بچیں۔ کبر و غرور کا ایک طریقہ کھانے کے دوران ٹیک لگانا ہے، اللہ

کے رسول ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔

عن أَبي جُحَيْفَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا. (رواه البخاري)

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا»۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)

عن أَنَس بْن مَالِكٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَأْكُلُ تَمْرًا. (رواه مسلم)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول ﷺ کو کھجور کھاتے ہوئے دیکھا آپ سرین کے بل بیٹھے ہوئے اور اپنے دونوں پیر کھڑے کئے ہوئے تھے۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

نبی ﷺ کے کھانے کے دوران بیٹھنے کی ایک صفت ابن ماجہ میں اس طرح وارد ہوئی ہے۔

عن عَبْد اللَّهِ بْن بُسْرٍ قَالَ أَهْدَيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً فَجَثَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى

رُكْبَتَيْهِ يَأْكُلُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: مَا هَذِهِ الْجِلْسَةُ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَعَلَنِي عَبْدًا كَرِيمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا عَنِيدًا». (رواه ابن ماجة وصححه الألباني)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری تحفہ میں دی آپ دوزانو بیٹھ کر اسے کھانے لگے، ایک بدو نے کہا: یہ کونسی بیٹھک ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹اللہ نے مجھے معزز بندہ بنایا ہے سرکش وجابر نہیں بنایا ہے››۔

کھانے کے دوران بات چیت:

کھانے کے درمیان جائز باتیں کرنا سنت ہے، سلام کا جواب دینا بلکہ دسترخوان کو تعلیم ودعوت کے لئے استعمال کرنا چاہیئے۔

بعض لوگ کھانے کے دوران باتیں کرنا تو دور کی بات ہے سلام کرنے اور جواب دینے تک کو عیب سمجھتے ہیں حالانکہ سنت اس کے خلاف ہے۔ علامہ غزالی نے احیاء علوم الدین میں لکھا ہے کہ چپ چاپ کھانا کھانا عجمیوں کا طریقہ ہے جس کی مخالفت کرنی چاہیئے۔ نیز کئی احادیث میں کھانا کھانے کے دوران بات

کرنے کا ثبوت ملتا ہے، چند حدیثیں ملاحظہ ہوں:

۱)۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جو حدیث شفاعت کے نام سے معروف ہے، اس کے ابتدائی الفاظ اس طرح ہیں:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَعْوَةٍ، فَرُفِعَ إِلَيْهِ الذِّرَاعُ، وَكَانَتْ تُعْجِبُهُ، فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً، وَقَالَ: «أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ....». ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دعوت میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پیش کیا گیا اور یہ آپ کو بہت پسند تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اپنے دانتوں سے ایک بار نوچ کر کھایا اور فرمایا: <<میں بروز قیامت سارے لوگوں کا سردار ہوں گا.....>>۔

۲)۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْأُدُمَ، فَقَالُوا: مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ، فَدَعَا بِهِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ: «نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ نِعْمَ الْأُدُمُ الْخَلُّ». (رواه مسلم)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے سالن

کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ گھر میں سرکہ کے سوا کوئی چیز نہیں، آپ نے اسے ہی طلب کر لیا، اسے کھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: «سرکہ کیا خوب سالن ہے، سرکہ کیا خوب سالن ہے»۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

اس حدیث سے جہاں کھانے کے دوران بات کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے، وہیں کھانے کی تعریف کرنے کا استحباب بھی معلوم ہوتا ہے۔

۳)۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ مجھے میری ماں ام سلیم نے ایک ٹوکرے میں رطب کھجوریں دے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا میں نے آپ کو نہیں پایا، آپ اپنے ایک آزاد کردہ غلام کے پاس نکل گئے تھے جس نے آپ کو دعوت دی تھی، اس نے آپ کے لئے کھانا بنایا، میں پہنچا تو آپ کھانا کھا رہے تھے، آپ نے اپنے ساتھ کھانے کے لئے مجھے بلایا، اس شخص نے گوشت اور کدو ملا کر پکایا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو بہت پسند تھا، میں کدو اکٹھا کر کے آپ کے قریب کر دیتا (اور آپ اسے تناول فرماتے) جب ہم کھا کر فارغ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر واپس لوٹے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رطب

کھجوروں کا وہ ٹوکرا پیش کیا، آپ نے اس میں سے کھایا اور تقسیم کیا یہاں تک کہ پورا ختم ہو گیا۔

مذکورہ حدیث کو علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے، حدیث کے اندر واضح طور پر موجود ہے کہ نبی ﷺ نے کھانے کے دوران انس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی، ظاہر ہے کہ یہ بھی کھانے کے دوران بات کرنے میں آتا ہے۔

۴)۔ عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گذر چکی ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں کھانے کے دوران کھانے کے آداب سکھلائے۔

اپنے سامنے سے اور پلیٹ کے کنارے سے کھانا:

اپنے سامنے سے اور پلیٹ کے کنارے سے کھائیں اگر کھانا ایک قسم کا ہو اور اگر کئی قسم کے کھانے ہیں تو دوسرے انواع کو کھانے کے لئے اپنے سامنے کے علاوہ بھی ہاتھ لے جا سکتے ہیں۔

عن أَنَس بْن مَالِكٍ يَقُولُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ذَلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مِنْ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ، قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الصَّحْفَةِ، فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ، وَقَالَ ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ.
(رواه البخاري)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی، اس نے آپ کے لئے کھانا بنایا تھا، انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کھانے پر گیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا جس میں کدو اور گوشت کے ٹکڑے تھے، انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم برتن کے اطراف سے کدو تلاش کر کے کھا رہے ہیں، اسی دن سے میں بھی کدو کو بہت پسند کرتا ہوں، ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کدو اکٹھا کر کے آپ کے سامنے پیش کرنے لگا۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)

تین انگلیوں سے کھانا:

تین انگلیوں سے کھانا کھائیں اور آخر میں انھیں خود چاٹ کر صاف کریں یا کسی سے چٹوالیں۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلَاثِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا (رواہ مسلم)

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ پوچھنے سے پہلے اسے چاٹ لیا کرتے تھے۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

اس حدیث کی شرح میں علامہ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جنھیں تین انگلیوں سے کھانا ممکن ہے البتہ چاول وغیرہ کھاتے ہوئے جتنی انگلیوں کی ضرورت پڑے اتنی انگلیوں سے کھانا خلاف سنت نہ ہوگا۔(ملاحظہ ہو الشرح الممتع)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

«إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا».
(متفق عليه)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک نہ پونچھے جب تک کہ اسے خود چاٹ لے یا کسی اور سے چٹوا لے››۔ (یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے)

چمچہ اور کانٹا سے کھانا کھانا؟

ایک سوال اٹھتا ہے کہ چمچہ اور کانٹا سے کھانا کھانے کا اسلامی شریعت میں کیا حکم ہے؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم ایک عام اصول ذکر کرنا مناسب سمجھتے ہیں جسے یاد رکھنے کی صورت میں اس سوال کا جواب بھی ہمیں مل جائے گا نیز دیگر بہت سارے مسائل سمجھنے میں ہمیں آسانی ہو گی۔ اصول یہ ہے کہ عبادات میں اصل حرمت ہے اور عادات و معاملات میں اصل حلت ہے، اس اصول کی شرح یہ ہے کہ کوئی بھی عبادت اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ اس کا حلال ہونا ثابت نہ ہو جائے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «مَنْ عَمِلَ عَمَلاً

لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ». رواه مسلم. «جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے مطابق نہیں ہے تو وہ مردود ہے»۔

اور عادات و معاملات میں اصل حلت ہے کا مفہوم یہ ہے کہ ہر عادت و معاملہ حلال ہے جب تک اس کے حرام ہونے کی کوئی دلیل نہ مل جائے، اس اصول کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الأَرْضِ جَمِيعاً ﴾ [البقرة: ٢٩]، نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ قُلْ لا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّماً عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً - - - -الآية ﴾ (الأنعام: ١٤٥) یعنی حرام چیزیں متعین اور محدود ہیں جبکہ حلال غیر متعین اور غیر محدود ہے۔

اس قاعدہ کو اگر ہم اپنے مسئلہ پر فٹ کریں تو معلوم ہوگا کہ چمچہ اور کانٹے سے کھانا کھانا حلال اور جائز ہے کیونکہ کھانا کھانا عبادات میں سے نہیں ہے جس میں اصل حرمت ہے بلکہ یہ عادات میں سے ہے جس میں اصل اباحت ہے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ اہل مغرب کی مشابہت ہے اور کسی قوم کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے تو اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ مشابہت مذہبی اور دینی کاموں

میں حرام ہے تمام کاموں میں نہیں، اہل مغرب کھانا کھاتے ہیں تو آپ کھانا کھانا چھوڑ دیں کیونکہ کھانا کھانے میں ان کی مشابہت ہے، وہ کپڑے پہنتے ہیں تو آپ کپڑا پہننا چھوڑ دیں کیونکہ کپڑا پہننے میں ان کی مشابہت ہے، ایسی سوچ کو کوئی عقل مند تسلیم نہیں کرے گا، اس سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کی مشابہت کے حرام ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس کے مذہبی کاموں میں یا اس کی ان عادتوں میں جن کو ان کی شناخت، ان کا شعار اور ان کی پہچان کی حیثیت حاصل ہے، اس میں مشابہت منع ہے۔

بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ چمچہ سے کھانا ہاتھ سے کھانے سے بہتر ہے جیسے لاؤڈ سپیکر سے اذان دینا اس کے بغیر اذان دینے سے بہتر ہے، کیونکہ لاؤڈ سپیکر سے اذان دینے میں شرعی مصلحت کی تکمیل زیادہ بہتر صورت میں ہوتی ہے اور وہ ہے دور تک اور زیادہ لوگوں تک اذان کے پیغام کو پہنچانا، ایسے ہی چمچہ سے کھانے میں بھی شرعی مصلحت کی تکمیل بہتر صورت میں ہوتی ہے، اور وہ ہے چھوٹے لقمے کھانا جیسا کہ نبی ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے نیز کھانے کی نعمت کی حفاظت کیونکہ چمچہ سے کھانے میں کھانا بہت کم گرتا اور ضائع

ہوتا ہے۔

لیکن دوسرے علمائے کرام نے اس رائے کو رد کیا ہے اور ہماری سمجھ سے بھی یہ رائے قابل قبول نہیں کیونکہ ہاتھ سے کھانے میں بہت ساری شرعی مصلحتیں ہیں جو چمچہ سے کھانے کی صورت میں فوت ہو جائیں گی، مثلاً کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا، کھانے کے بعد انگلیوں کا چاٹنا یا چٹوانا وغیرہ نیز ڈاکٹروں نے ذکر کیا ہے کہ انگلیوں میں کوئی ایسا مادہ موجود ہے جو ہضم کرنے میں معاون ہے، اس لئے انگلیوں سے کھانا اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا معدہ کے لئے مفید ہے۔ واللہ أعلم۔

برتن منہ سے ہٹا کر سانس لینا:

پانی پینے کے اہم آداب میں سے ایک یہ ہے کہ اگر ایک سے زیادہ سانس میں پانی پینا ہو تو برتن میں سانس لینے کے بجائے برتن منہ سے ہٹا کر سانس لیں۔

سنن ترمذی، مسند احمد اور موطا کی ایک حدیث ہے جسے علامہ البانی نے حسن قرار دیا ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ میں ایک سانس میں

سیراب نہیں ہوتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: پیالہ کو منہ سے دور کر کے سانس لو۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشُّرْبِ، فَقَالَ رَجُلٌ: الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ قَالَ: «**أَهْرِقْهَا**» قَالَ: فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ، قَالَ: «**فَأَبِنِ الْقَدَحَ إِذَنْ عَنْ فِيكَ**».

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سانس میں سیراب ہو جائے تو اسے تین سانس میں پینے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ امام ابن تیمیہ اور امام ابن عبدالبر وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

نیچے گری ہوئی غذا شیطان کے لئے نہ چھوڑنا:

اگر خوراک میں سے کچھ نیچے گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالیں اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑیں۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «**إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ طَعَامًا فَسَقَطَتْ لُقْمَةٌ فَلْيُمِطْ مَا رَابَهُ مِنْهَا ثُمَّ لِيَطْعَمْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ**». (رواه الترمذي وصححه

الألباني)

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے اور کوئی لقمہ نیچے گر جائے تو اس میں سے جو مٹی اور غبار وغیرہ لگ جائے اسے صاف کرنے کے بعد کھالے اور اس لقمہ کو شیطان کے لئے نہ چھوڑے»۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے)۔

کھانے کی عیب جوئی نہ کرنا بلکہ تعریف کرنا

کھانے میں عیب نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نہیں تھا، بلکہ آپ کھانے کی تعریف کیا کرتے تھے۔

عن أَبي هُريرة - رضي الله عنه -، قَالَ : مَا عَابَ رسولُ الله - صلى الله عليه وسلم - طَعَامَاً قَطُّ، إن اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ . متفقٌ عَلَيْهِ .

(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا، اگر آپ کو اس کی خواہش ہوئی تو کھالیا اور اگر طبیعت کو ناگوار ہوا تو چھوڑ دیا)۔ (یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے)

کھانے میں مکھی گر جائے تو کیا کریں؟

اگر کسی کھانے یا پینے والی چیز مثلاً شوربہ یا پانی یا شربت یا دودھ یا چائے وغیرہ میں مکھی گر جائے تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ مکھی کو اس میں ڈبو دیا جائے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ؛ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً». (صحيح البخاري)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے پورے طور پر ڈبا دے پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے پر میں بیماری ہے››۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)

مکھی کو کھانے پینے کی چیز میں ڈبا کر پھینک دینے کے بعد اگر کسی کی طبیعت اسے گوارا کرتی ہے تو اسے کھا پی سکتا ہے اور اگر طبیعت کو ناگوار ہو، یا تے

وغیرہ ہونے کا خطرہ ہو تو اسے استعمال نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ضَبّ (سانڈا) کے بارے میں عمل کیا، آپ ﷺ نے اسے امت پر حرام نہیں کیا، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کے کھانے سے نہیں روکا چنانچہ بعض صحابہ نے آپ کے سامنے کھایا، لیکن خود آپ ﷺ نے نہیں کھایا کیونکہ وہ آپ کی طبیعت کو ناگوار تھا اور اس سے آپ کو گھن آتی تھی۔

ڈکار کو روکیں:

کھانے کے دوران ڈکار لینا کھانے کے آداب کے منافی ہے۔ سنن ترمذی کی حسن حدیث ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: تَجَشَّأَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «**كُفَّ عَنَّا جُشَاءَكَ، فَإِنَّ أَكْثَرَهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا أَطْوَلُهُمْ جُوعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ**». (رواه الترمذي وحسنه الألباني)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے سامنے ڈکار لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «ہم سے اپنا ڈکار روک کے رکھو، کیونکہ دنیا کے

اندر زیادہ آسودہ رہنے والے (زیادہ پیٹ بھرنے والے) بروز قیامت زیادہ لمبی بھوک میں مبتلا ہوں گے»۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے حسن کہا ہے)۔

پیٹ بھر کر کھانا کھانا:

بسیار خوری نہ شریعت کی نظر میں قابل تعریف ہے اور نہ ہی عام انسانی عقل اسے پسند کرتی ہے، کیونکہ زیادہ کھانا کھانے سے بہت ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، سستی اور کاہلی آتی ہے، دل میں سختی پیدا ہوتی ہے وغیرہ۔

ایسے ہی کم کھانا بھی جسمانی صحت کے لئے نقصان دہ ہے، بدن کو کمزور کر دیتا ہے۔ اگر ہم اسلامی تعلیم پر عمل کریں تو کم خوری اور بسیار خوری دونوں کی مضرتوں سے محفوظ رہیں گے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا﴾ (اعراف/۳۱) (کھاؤ پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو)۔

عَنْ مِقْدَامِ بْنِ مَعْدِي كَرِبَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ، فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ

لِطَعَامِهِ، وَثُلُثٌ لِشَرَابِهِ، وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ». (رواه الترمذي وقال : هذا حديث حسن صحيح وصححه الألباني)

مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: «کسی آدمی نے پیٹ سے زیادہ برا کوئی برتن نہیں بھرا، ابن آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی پیٹھ سیدھی رہے، اگر لا محالہ اس سے زیادہ کھانا ہے تو ایک تہائی کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے»۔ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے)۔

البتہ کبھی کبھار پیٹ بھر کر کھانے میں حرج نہیں، امام بخاری نے اپنی صحیح کے اندر ایک باب اس عنوان سے قائم کیا ہے: باب من أكل حتى شبع، اس کے تحت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ لائے ہیں کہ ایک بار وہ بھوک سے پریشان تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جاؤ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے اصحاب صفہ کو پلایا اور سب سے آخر میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو پلایا اور بار بار کہتے رہے

کہ اور پیو یہاں تک کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہنا پڑا کہ اب پیٹ میں جگہ باقی نہیں، پھر بچا ہوا لے کر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پی لیا۔

صحیح مسلم میں اس طرح کا ایک اور قصہ بھی ہے، جس کا ذکر کرنا دلچسپی اور فائدہ سے خالی نہیں:

عَنْ الْمِقْدَادِ قَالَ: أَقْبَلْتُ أَنَا وَصَاحِبَانِ لِي وَقَدْ ذَهَبَتْ أَسْمَاعُنَا وَأَبْصَارُنَا مِنْ الْجَهْدِ، فَجَعَلْنَا نَعْرِضُ أَنْفُسَنَا عَلَى أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْهُمْ يَقْبَلُنَا، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَانْطَلَقَ بِنَا إِلَى أَهْلِهِ، فَإِذَا ثَلَاثَةُ أَعْنُزٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**احْتَلِبُوا هَذَا اللَّبَنَ بَيْنَنَا**» قَالَ: فَكُنَّا نَحْتَلِبُ، فَيَشْرَبُ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنَّا نَصِيبَهُ، وَنَرْفَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبَهُ، قَالَ: فَيَجِيءُ مِنْ اللَّيْلِ فَيُسَلِّمُ تَسْلِيمًا لَا يُوقِظُ نَائِمًا وَيُسْمِعُ الْيَقْظَانَ، قَالَ: ثُمَّ يَأْتِي الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي، ثُمَّ يَأْتِي شَرَابَهُ فَيَشْرَبُ، فَأَتَانِي الشَّيْطَانُ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَقَدْ شَرِبْتُ نَصِيبِي، فَقَالَ: مُحَمَّدٌ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فَيُتْحِفُونَهُ وَيُصِيبُ عِنْدَهُمْ، مَا بِهِ حَاجَةٌ إِلَى هَذِهِ الْجُرْعَةِ، فَأَتَيْتُهَا فَشَرِبْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ وَغَلَتْ فِي بَطْنِي

وَعَلِمْتُ أَنَّهُ لَيْسَ إِلَيْهَا سَبِيلٌ، قَالَ: نَدَّمَنِي الشَّيْطَانُ، فَقَالَ: وَيْحَكَ مَا صَنَعْتَ؟ أَشَرِبْتَ شَرَابَ مُحَمَّدٍ فَيَجِيءُ فَلَا يَجِدُهُ فَيَدْعُو عَلَيْكَ فَتَهْلِكُ، فَتَذْهَبُ دُنْيَاكَ وَآخِرَتُكَ، وَعَلَيَّ شَمْلَةٌ إِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى قَدَمَيَّ خَرَجَ رَأْسِي، وَإِذَا وَضَعْتُهَا عَلَى رَأْسِي خَرَجَ قَدَمَايَ، وَجعَلَ لَا يَجِيئُنِي النَّوْمُ، وَأَمَّا صَاحِبَايَ فَنَامَا، وَلَمْ يَصْنَعَا مَا صَنَعْتُ، قَالَ: فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ كَمَا كَانَ يُسَلِّمُ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى شَرَابَهُ فَكَشَفَ عَنْهُ فَلَمْ يَجِدْ فِيهِ شَيْئًا، فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ، فَقُلْتُ: الْآنَ يَدْعُو عَلَيَّ فَأَهْلِكُ، فَقَالَ: «**اللَّهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِي وَأَسْقِ مَنْ أَسْقَانِي**» قَالَ: فَعَمَدْتُ إِلَى الشَّمْلَةِ فَشَدَدْتُهَا عَلَيَّ، وَأَخَذْتُ الشَّفْرَةَ فَانْطَلَقْتُ إِلَى الْأَعْنُزِ أَيُّهَا أَسْمَنُ فَأَذْبَحُهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هِيَ حَافِلَةٌ وَإِذَا هُنَّ حُفَّلٌ كُلُّهُنَّ، فَعَمَدْتُ إِلَى إِنَاءٍ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانُوا يَطْمَعُونَ أَنْ يَحْتَلِبُوا فِيهِ، قَالَ: فَحَلَبْتُ فِيهِ حَتَّى عَلَتْهُ رَغْوَةٌ، فَجِئْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «**أَشَرِبْتُمْ شَرَابَكُمْ اللَّيْلَةَ؟**» قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْرَبْ، فَشَرِبَ

ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْرَبْ، فَشَرِبَ ثُمَّ نَاوَلَنِي، فَلَمَّا عَرَفْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَوِيَ وَأَصَبْتُ دَعْوَتَهُ ضَحِكْتُ حَتَّى أُلْقِيتُ إِلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**إِحْدَى سَوْآتِكَ يَا مِقْدَادُ**» فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَذَا وَكَذَا وَفَعَلْتُ كَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَا هَذِهِ إِلَّا رَحْمَةٌ مِنَ اللَّهِ أَفَلَا كُنْتَ آذَنْتَنِي فَنُوقِظَ صَاحِبَيْنَا فَيُصِيبَانِ مِنْهَا**» قَالَ: فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُبَالِي إِذَا أَصَبْتَهَا وَأَصَبْتُهَا مَعَكَ مَنْ أَصَابَهَا مِنَ النَّاسِ. (رواه مسلم)

(مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے دو ساتھی آئے اور تکلیف کی وجہ سے ہماری قوت سماعت اور قوت بصارت چلی گئی تھی، ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر پیش کیا تو اس میں سے کسی نے بھی ہمیں قبول نہیں کیا، پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے گھر کی طرف لے گئے، تین بکریاں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان بکریوں کا دودھ نکالو پھر ہم ان کا دودھ نکالتے تھے اور ہم میں سے ہر ایک آدمی اپنے حصے

کا دودھ پیتا اور ہم نبی ﷺ کا حصہ اٹھا کر رکھ دیتے، راوی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ رات کے وقت تشریف لاتے، سلام کرتے کہ سونے والا بیدار نہ ہوتا اور جاگنے والا سن لیتا، پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے اور صلاۃ پڑھتے، پھر آپ اپنے دودھ کے پاس آتے اور اسے پیتے، ایک رات شیطان آیا جبکہ میں اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا، شیطان کہنے لگا کہ محمد ﷺ انصار کے پاس آتے ہیں اوروہ آپ ﷺ کو تحفے دیتے ہیں اور آپ ﷺ کو جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ مل جاتی ہے، آپ ﷺ کو اس ایک گھونٹ دودھ کی کیا ضرورت ہوگی، پھر میں آیا اور میں نے وہ دودھ پی لیا، جب وہ دودھ میرے پیٹ میں چلا گیا اور مجھے اس بات کا یقین ہوگیا کہ اب آپ ﷺ کو دودھ ملنے کا کوئی راستہ نہیں ہے، تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہنے لگا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کیا؟ تونے محمد ﷺ کے حصے کا دودھ بھی پی لیا؟آپ آئیں گے اور وہ دودھ نہیں پائیں گے تو تجھے بددعا دیں گے اور تو ہلاک ہوجائے گا اور

تیری دنیا وآخرت برباد ہو جائے گی، میرے پاس ایک چادر تھی جب میں اسے اپنے پاؤں پر ڈالتا تو میرا سر کھل جاتا اور جب میں اسے اپنے سر پر ڈالتا تو میرے پاؤں کھل جاتے اور مجھے نیند بھی نہیں آرہی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی سورہے تھے، انھوں نے وہ کام نہیں کیا جو میں نے کیا تھا، بالآخر نبی ﷺ تشریف لائے اور صلاۃ پڑھی، پھر آپ ﷺ اپنے دودھ کی طرف آئے برتن کھولا تو اس میں آپ ﷺ نے کچھ نہ پایا، تو آپ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا، میں نے دل میں کہا اب آپ ﷺ میرے لئے بددعا فرمائیں گے پھر میں ہلاک ہو جاؤں گا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«اے اللہ! تو اسے کھلا جو مجھے کھلائے اور تو اسے پلا جو مجھے پلائے»، یہ سن کر اپنی چادر مضبوط کر کے باندھ لی، پھر میں چھری پکڑ کر بکریوں کی طرف چل پڑا کہ ان بکریوں میں سے جو موٹی بکری ہو اللہ کے رسول ﷺ کے لئے ذبح کر ڈالوں، میں نے دیکھا کہ اس میں ایک تھن دودھ سے بھرا پڑا ہے بلکہ سب بکریوں کے

تھن دودھ سے بھرے پڑے تھے، پھر میں نے اس گھر کے برتنوں میں سے وہ برتن لیا کہ جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا، پھر میں نے اس برتن میں دودھ نکالا یہاں تک کہ دودھ کی جھاگ اوپر تک آگئی، پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے رات کو اپنے حصہ کا دودھ پی لیا تھا؟ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ دودھ پئیں، آپ نے وہ دودھ پیا پھر آپ ﷺ نے مجھے دیا، پھر جب مجھے معلوم ہوگیا کہ آپ ﷺ سیر ہو گئے ہیں اور آپ ﷺ کی دعا میں نے لے لی ہے تو میں ہنس پڑا یہاں تک کہ مارے خوشی کے میں زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا، نبی ﷺ نے فرمایا: اے مقداد یہ تیری ایک بری عادت ہے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ساتھ تو اس طرح کا معاملہ ہوا ہے اور میں نے اس طرح کرلیا ہے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: اس وقت کا دودھ سوائے اللہ کی رحمت کے اور کچھ نہ تھا، تو نے مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا تاکہ

ہم اپنے ساتھیوں کو بھی جگادیتے وہ بھی اس میں سے دودھ پی لیتے، میں نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب آپ ﷺ نے یہ دودھ پی لیا ہے اور میں نے بھی یہ دودھ پی لیا ہے تو اب مجھے اور کوئی پرواہ نہیں، یعنی میں نے اللہ کی رحمت حاصل کرلی ہے تو اب مجھے کیا پرواہ بوجہ خوشی کے کہ لوگوں میں سے کوئی اور بھی یہ رحمت حاصل کرے یا نہ کرے)۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا

کھانے کے بعد ہاتھ دھونا کھانے کے آداب میں سے اہم ادب ہے، چنانچہ اس سے متعلق حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا نَامَ أَحَدُكُمْ وَفِي يَدِهِ رِيحُ غَمَرٍ فَلَمْ يَغْسِلْ يَدَهُ فَأَصَابَهُ شَيْءٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ». (رواه ابن ماجه وصححه الألباني)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ‹‹جب تم میں سے کوئی اس حال میں سوئے کہ اس کے ہاتھ میں (کھانا کھانے کے بعد اچھی طرح) ہاتھ نہ دھونے کی وجہ سے گوشت یا چکنائی کی خوشبو باقی ہو اور اسے کوئی مصیبت پہنچ جائے تو وہ خود اپنی ہی ملامت کرے››۔ (ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے)۔

کھانے کے بعد حمد اور دعا:

کھانے کے بعد اللہ کی حمد کرنا اور ذکر و شکر کرنا سنت ہے، اس سلسلہ کی چند احادیث ملاحظہ ہوں:

پہلی حدیث:

عن معاذِ بن أنسٍ - رضي الله عنه -، قَالَ : قَالَ رسولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم - : « **مَنْ أَكَلَ طَعَامَاً، فَقال : الحَمْدُ للهِ الَّذِي أطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلاَ قُوَّةٍ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ** ». (رواه أَبُو داود والترمذي، وقال : حديث حسن وحسنه الألباني).

معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

<<جس نے کھانا کھا کر یہ دعا پڑھی اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ «الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا، وَرَزَقَنِيهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِنِّي وَلاَ قُوَّةٍ». [تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی بھی کوشش اور طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا]>>۔

(ترمذی، ابوداود نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے حسن کہا ہے)۔

دوسری حدیث:

عن أَبي أُمَامَة - رضي الله عنه -: أَنَّ النبيَّ - صلى الله عليه وسلم - كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قَالَ: «الْحَمْدُ للهِ حَمداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلاَ مُوَدَّعٍ، وَلاَ مُسْتَغْنىً عَنْهُ رَبَّنَا». (رواه البخاري).

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: «الْحَمْدُ للهِ حَمداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ، غَيْرَ مَكْفِيٍّ، وَلاَ مُوَدَّعٍ، وَلاَ مُسْتَغْنىً عَنْهُ رَبَّنَا» (ہر قسم کی تعریف اللہ

کے لئے، بہت بہت، پاکیزہ اور بابرکت، اے ہمارے رب! نہ اس سے کفایت کی گئی ہے، نہ یہ آخری کھانا ہے اور نہ اس سے بے نیازی ہو سکتی ہے)۔ (یہ بخاری کی روایت ہے)

حمد کے لئے متعدد الفاظ ہیں جو چاہیں اختیار کریں، افضل یہ ہے کہ بدل بدل کے ساری دعائیں پڑھیں، کبھی ایک دعا اور کبھی دوسری دعا، تاکہ عادت کے طور پر نہ ہو بلکہ عبادت اور حمد کا شعور ہو۔

تنبیہ:

﴿1﴾ ترمذی، ابوداود اور ابن ماجہ کی وہ حدیث ضعیف ہے جس میں حمد کا مندرجہ ذیل صیغہ ہے: (اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنا وسقانا وجعلنا مسلمين) ضعفه الألباني.

﴿2﴾ حمد کے لئے صحیح مسلم میں مروی مندرجہ ذیل صیغہ کھانے کے بعد کی دعا نہیں بلکہ سونے کے وقت کی دعا ہے، پوری حدیث اس طرح ہے: عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلهِ الَّذِي أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَآوَانَا فَكَمْ

مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهُ وَلَا مُؤْوِيَ». (رواه مسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے: ((ہر قسم کی تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا، ہمارے لئے کافی ہو گیا اور ہمیں ٹھکانہ مہیا کیا، کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے پاس نہ ٹھکانہ ہے اور نہ کوئی کفایت کرنے والا))۔ (یہ مسلم کی روایت ہے)

تیسری حدیث:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ عَلَى مَيْمُونَةَ فَجَاءَتْنَا بِإِنَاءٍ فِيهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا عَلَى يَمِينِهِ وَخَالِدٌ عَلَى شِمَالِهِ فَقَالَ لِي: «**الشَّرْبَةُ لَكَ فَإِنْ شِئْتَ آثَرْتَ بِهَا خَالِدًا**» فَقُلْتُ: مَا كُنْتُ أُوثِرُ عَلَى سُؤْرِكَ أَحَدًا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «**مَنْ أَطْعَمَهُ اللَّهُ الطَّعَامَ فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللَّهُ لَبَنًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ**» وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرُ اللَّبَنِ».

(رواه الترمذي وقال: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ ووافقه الألباني).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور خالد بن ولید اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے، وہ اک برتن میں دودھ لے کر آئیں جس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمایا، میں آپ کے دائیں طرف اور خالد آپ کے بائیں طرف تھے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کہا: ‹‹پینے کا حق تمھارا ہے لیکن اگر چاہو تو خالد کو خود پر ترجیح دے سکتے ہو››، میں نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے (مبارک) جوٹھے کے معاملے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹جسے اللہ تعالی کوئی کھانا کھلائے تو یہ دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَأَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ». (اے اللہ ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور (آئندہ) اس سے بہتر کھانا عطا فرما) اور اللہ جسے دودھ پلائے تو وہ یہ دعا پڑھے: « اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيهِ وَزِدْنَا مِنْهُ». (اے اللہ ! اس میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور (آئندہ) مزید عطا فرما) ››، نیز رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: «دودھ کے سوا کوئی چیز کھانے پینے دونوں کی طرف سے کفایت نہیں کرتی»۔

(امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور حسن قرار دیا ہے، علامہ البانی نے بھی اسے حسن کہا ہے)۔

دعوت وضیافت کے آداب:

① دعوت وضیافت کا ایک اہم ادب یہ ہے کہ اس کے لئے فاسقوں اور مجرموں کے بجائے متقیوں اور پرہیزگاروں کو منتخب کیا جائے۔

عن أبي سعيد أنه سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول : «لاَ تُصَاحِبْ إِلاَّ مُؤْمِنًا وَلاَ يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلاَّ تَقِيٌّ».
(رواه الترمذي وأبو داود والدارمي وحسنه الألباني).

ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «صرف ایمان والوں کا ساتھ کرو اور صرف پرہیزگاروں کو اپنا کھانا کھلاؤ»۔

(ترمذی، ابوداود اور دارمی نے اسے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے حسن کہا ہے)۔

② دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے لئے خصوصی طور پر صرف امیروں کو نہ بلایا جائے بلکہ فقیروں اور غریبوں کو بھی دعوت دی جائے نیز

جسے دعوت دی جائے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ دعوت قبول کرے اور بلا معقول عذر کے پیچھے نہ ہٹے خواہ یہ دعوت کسی امیر کی جانب سے ہو یا فقیر کی جانب سے، کسی قریبی عزیز یا رشتہ دار کی طرف سے ہو یا کسی اجنبی اور بیگانے کی طرف سے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ يُدْعَى لَهَا الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (متفق عليه)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے: ولیمہ کا کھانا سب سے بدترین کھانا ہے کہ اس کی دعوت امیروں کو دی جاتی ہے اور غریبوں کو نہیں دی جاتی (جبکہ کھانا کھلانے کے زیادہ مستحق غریب ہی ہیں) اور جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے)

یاد رہے کہ غیر مسلموں کی دعوت بھی قبول کی جاسکتی ہے البتہ ان کے تہواروں اور مذہبی تقریبات کے مواقع پر نہیں۔ کسی غیر مسلم کی دعوت اس کے مذہبی تہوار کے موقعہ پر قبول نہ کریں، غیر اللہ کے نام پر نیاز دیا ہوا یا چڑھایا ہوا کھانا

ہر گز نہ کھائیں۔

③ دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ایک سے زیادہ دعوتیں آجانے کی صورت میں پہلے کی دعوت پہلے قبول کریں اور بعد والے سے معذرت کرلیں سوائے اس صورت کے کہ پہلا شخص اجازت دے دے۔

④ دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ صائم (روزہ دار) ہوں تب بھی دعوت قبول کریں۔ نفلی صوم ہو تو صوم توڑدیں قضا نہیں کرنا ہوگا اور اگر صوم نہیں توڑنا چاہتے تو دعوت میں حاضر ہوں اور داعی کو دعا دیں۔

عن أَبي هريرة - رضي الله عنه -، قَالَ : قَالَ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - : ((**إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيُجِبْ، فَإنْ كَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ، وَإنْ كَانَ مُفْطِراً فَلْيَطْعَمْ**)) رواه مسلم.

⑤ دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے میزبان کے لئے یہ دعا کریں: «اَللّٰهُمَّ أَطْعِمْ مَنْ أَطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ» [اے اللہ جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا]

مذکورہ دعا کی دلیل صحیح مسلم کی وہ طویل حدیث ہے جو اس سے پہلے گذر چکی ہے۔

آپ چاہیں تو یہ دعا بھی کر سکتے ہیں جو مسند احمد، ابوداود اور ابن ماجہ میں مروی ہے اور جسے علامہ البانی نے صحیح قرار دیا ہے : «أَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَأَكَلَ طَعَامَكُمُ الْأَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلاَئِكَةُ» [آپ کے پاس روزہ دار افطار کریں، نیک لوگ آپ کا کھانا کھائیں اور فرشتے آپ پر رحمت کی دعا کریں]۔

⑥ دعوت وضیافت کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ مندرجہ ذیل چیزوں سے پرہیز کریں۔

☆میزبان ہونے کی صورت میں :

۱۔ فخر ومباہات اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کے مقصد سے دعوتیں کرنے سے۔

۲۔سب مہمانوں کے فارغ ہونے سے پہلے ہی کھانا اٹھانے سے۔

۳۔بے جا تکلف کرنے سے۔

☆مہمان ہونے کی صورت میں :

۱۔دعوتوں میں بہت جلدی یا بہت تاخیر کے ساتھ پہنچنے سے۔

۲۔بے جا فرمائشوں سے۔

۳۔میزبان کی مخصوص نشست پر بیٹھنے سے اِلاّ یہ کہ وہ اجازت دیدے۔

۴۔اپنے ساتھ طفیلی لانے سے یا خود اس قدر قیام کرنے سے کہ کسی پر بوجھ

بن کر اسے گنہگار کر دیں۔

عن أَبي مسعود البَدْرِيِّ - رضي الله عنه -، قَالَ : دعا رَجُلٌ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم - لِطَعَامٍ صَنعَهُ لَهُ خَامِسَ خَمْسَةٍ، فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ، فَلَمَّا بَلَغَ البَابَ، قَالَ النَّبيّ - صلى الله عليه وسلم - : ((إنَّ هَذَا تَبِعَنَا، فَإنْ شِئْتَ أنْ تَأْذَنَ لَهُ، وَإنْ شِئْتَ رَجَعَ)) قَالَ : بل آذَنُ لَهُ يَا رَسُولَ الله . متفقٌ عَلَيْهِ .

ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی، اس نے آپ کے لئے کھانا بنایا، آپ کل پانچ لوگ تھے، ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے چلا آیا، جب آپ دروازے پر پہنچ گئے تو آپ نے گھر والے سے کہا: یہ ایک شخص ہمارے پیچھے پیچھے چلا آیا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے بھی (اندر آنے اور کھانا کھانے کی) اجازت دیں اور اگر آپ کو منظور نہ ہو تو واپس ہو جائے، اس شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ (یہ بخاری و مسلم کی روایت ہے)

الحمد لله الذي بنعمته تتم الصالحات .